عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

جناب ڈاکٹر محمد اسحٰق - متعلم کلیۃ الحدیث مدینہ منورہ

دس لاکھ سے زائد لعل و گہر، نیز بیش بہا انمول موتی جن کو خدا کے فرستادہ رسولؐ نے جزیرہ نمائے عرب کے ساحل سے ایک ایک چن کر کے جمع کیا، اور پھر ان جواہرات اور ہیروں کو اسلام کے آبِ مطہر سے غسل دیا، جس کے نتیجے میں اِن جواہراتِ انسانیت کی ساری کثافتیں دُھل گئیں - اور یہ اپنی اصلیت و عکسیت کے طبعی نور میں چمکنے دمکنے لگے - ان کی لمعامیوں سے دُنیائے ظلام نے نور حاصل کیا -

انسانیت کے ان قیمتی نمونوں میں ایک شخصیت حضرت عبداللہ بن عمر کی تھی، جن کا مختصر تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے -

عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک و مسعود دَور دیکھا -

خلفائے راشدین کے پُر خلوص دَور سے گذرے -

امیر معاویہؓ کاتبِ وحی کا دَورِ حکمرانی دیکھا -

امویوں کا دَور دیکھا اور ننگِ انسانیت حجاج بن یوسف الثقفی الشقی کے المناک و عبرتناک دَور کا سامنا کیا -

آپ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرے بڑے حافظ و راوی حدیث ہیں - آپ کی مرویات ۲۶۳۰ ہیں -

ابن عمرؓ نے ابوبکرؓ صدیق، عمرؓ الفاروق، عثمانؓ ذوالنورین، السیدۃ عائشہؓ صدیقہ، السیدۃ حفصہؓ، عبداللہ ابن مسعودؓ سے احادیث روایت کی ہیں -

ابن عمرؓ سے سعید بن مسیب، حسن البصری، ابن شہاب الزہری، ابن سیرین، نافع، مجاہد، طاؤس عکرمہ اور متعدد کبار اتباع التابعین نے روایت کیا ہے۔

ذیل میں اُن کی شخصیت اور کام کا ایک خاکہ پیش ہے۔

تسمیہ | آپ کا اسم گرامی عبداللہ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، مگر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

خاندان | ابن عمرؓ کا سلسلۂ نسب نویں پشت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

تاریخ پیدائش | آپ کی تاریخِ پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک آپ نبوت کے پہلے سال پیدا ہوئے۔ بعض دوسرے یا تیسرے سال کی تاریخ بتاتے ہیں۔ مگر راجح تاریخِ پیدائش ۲ھ نبوی مطابق ۶۱۱ء ہے۔

حلیہ | شکل و شباہت میں والدِ ماجد سے مماثلت تھی۔ قد لمبا، جسم بھاری، رنگ گندمی، داڑھی قبضہ بھر، مونچھیں خوبی سے کاٹی ہوئیں، جس کی وجہ سے لبوں کی سفیدی نمایاں، بال کاندھوں تک، سیدھی مانگ، (بڑھاپے میں زرد خضاب استعمال کیا)۔

لباس | معمولی موٹا پائجامہ، سیاہ عمامہ اور پاؤں میں سادہ سی چپل، کبھی کبھار قیمتی لباس زیب تن فرماتے تاکہ کفرانِ نعمت نہ ہو۔ انگوٹھی پر عبداللہ بن عمرؓ کندہ تھا جو مُہر کا کام بھی دیتی تھی۔

ذریعہ معاش | تجارت پیشہ تھے، مدینہ کے مقدس بازاروں میں اُونٹوں کے تاجر تھے۔ علاوہ ازیں عہدِ رسالتؐ میں جاگیر بھی عطا ہوئی تھی جس سے لگان ملتا تھا۔ عہدِ فاروقیؓ میں ڈھائی ہزار وظیفہ ملتا تھا پہلے عہدِ عثمانیؓ، پھر عہدِ بنو اُمیّہ میں وظیفہ میں اضافہ ہوا سخی اور فیاض دل تھے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے لطف اندوز ہوتے تھے۔ اس لیے دولت باعثِ عشرت نہ بن سکی۔ آخری عمر میں عسرت و افلاس سے دوچار رہے۔

وفات | جناب ابنِ عمرؓ کی وفات حسرت آیات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عظیم باپ کے عظیم بیٹے تھے۔ مزاج شناسِ رسول کے زاہد و عابد فرزندِ جلیل حضرت عبداللہ بن عمر چار معروف عبادلہ میں سے ایک عبداللہ تھے۔ باقی تین عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبداللہ بن زبیر نادرِ روزگار شخصیات تھیں۔ آپ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے، اور اُس فاروقؓ کے بیٹے جس کے متعلق تاجدارِ مدینہ ختم الرسلؐ نے فرمایا تھا کہ "لوکان بعدی نبیاً لکان عمر نبیاً الا انہ لا نبی بعدی" اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتے، مگر آگاہ رہو کہ میرے

بعد کوئی نبی نہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ زہد و تقویٰ اور علم و فضل میں امتیازی خصوصیت اور منفرد شان کے مالک تھے۔ ان کی نسبت سے کہا جاتا ہے کہ "جس نے بھی دنیا کو پایا اس پر دنیا مائل ہو گئی یا وہ دنیا پر مائل ہو گیا۔ لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ نہ دنیا پر مائل ہوئے اور نہ دنیا ان پر مائل ہو سکی"۔

عبداللہ بن عمر رض نے سنت کو روایات کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے عمل و کردار میں زندہ رکھا۔

روایت حدیث اور اتباع سنت

حدیث سید المرسلین کے حافظ و عاشق سات جلیل القدر نابغہ روزگار شخصیات جن کو محدثین کی صف میں سات مکثرین "کثرت سے روایت کرنے والوں کے" خطاب سے نوازا گیا۔ ان میں سے دوسرے نمبر پر آپ کا اسم گرامی تا قیامت منقش ہو چکا ہے۔ مکثرین کے اسم گرامی یہ ہیں:

۱۔ حضرت عبدالرحمن ابوہریرۃ ۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر ۳۔ حضرت انس بن مالک۔
۴۔ حضرت السیدۃ عائشہ ام المومنین ۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس ۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ۔
۷۔ اور حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہم

آپ سے دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰) احادیث مروی ہیں۔ اصح الاسانید کے نام سے جو سلسلۃ الذہب آپ سے روایت کرتا ہے اور علمائے محدثین کے ہاں معروف ہے، وہ ہے:

"مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما"

آپ بہت سے خصائص و مناقب کے حامل تھے۔ آپ کو ختمی الرسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ عشق تھا وہ آپ کا ہی خاصا تھا۔ ابن عمر رض کی پوری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین و دلکش زندگی کا پرتو جمیل تھی۔ ابن عمر رض سنتِ رسول کے اس قدر شدید عامل تھے کہ جہاں بھی رسول اللہ نے حضر و سفر میں نماز ادا کی آپ نے وہاں نماز ادا کی، جہاں آپ نے آرام فرمایا وہاں آپ نے آرام کیا، اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ثانیے توقف کیا وہاں ابن عمر رض نے توقف کیا۔

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں سوار اور پیدل دونوں صورتوں سے تشریف لے جاتے تھے۔ ابن عمر رض کا بھی یہی عمل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں اتر کر نماز پڑھی۔ ابن عمر رض بھی ذوالحلیفہ میں اتر کر نماز پڑھتے تھے۔

عبادت کے علاوہ وضع قطع اور لباس میں بھی اسوۂ نبوی کو پیش نظر رکھتے تھے۔ رنگوں میں زرد رنگ پسند کرتے اور اُسے استعمال کرتے تھے۔ چپل پہنتے تھے۔ غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حرکات وسکنات جو آپؐ سے بر سبیلِ سنّت یا طبعاً صادر ہوئیں۔ ابن عمران سب کی اقتدا ضروری سمجھتے تھے۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ ابنِ عمرؓ وہ ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات پوشیدہ نہ تھی۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ عہدِ نبویؐ کے حالات وکیفیات کا عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ کوئی واقف نہیں۔

آپ امینِ حدیث تھے۔ محمد بن علی کہتے ہیں کہ میں نے کسی صحابی کو رسولؐ اللہ سے اس طرح حدیث بیان کرتے نہیں پایا۔ مگر عبداللہ بن عمرؓ کو۔ یعنی سنی ہوئی حدیث کو نہ زیادہ کیا نہ کم کیا، بلکہ فرمائی ہوئی حدیث کو من وعن روایت کیا۔

ابنِ عمرؓ کی چند مرویات اسلام کی بنیادی تعلیمات اور دیگر شعبوں سے متعلق آپ کی کثیر التعداد مرویات، احادیث کی کتب میں سچے موتیوں کی طرح بکھری ہوئی ہیں۔ جن کو محدثین کرام نے کتبِ حدیث میں مختلف ابواب میں مزین ومنقش کر دیا ہے۔

حدیث "بنی الاسلام علی خمس" عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بُنِیَ الاسلامُ علیٰ خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ، وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"۔

(ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے۔ کلمۂ توحید اور رسولؐ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور روزے رمضان کے رکھنا"

حدیث تلبیۃ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اَنَّ تَلْبِیَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَاشَرِیْكَ لَكَ"۔

(ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ حج اور عمرہ کا تلبیہ یوں کہتے، حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں۔

نہیں شریک ہے تیرا۔ حاضر ہوں۔ بے شک تعریف اور نعمت تیرے لیے ہے کہ تو صاحبِ ملک ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔"

حدیث عابر السبیل "کُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ"۔

(دنیا میں اس طرح گذر بسر کر گویا تو پردیسی ہے یا راہرو)

حدیث اللحیۃ والشارب عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

"خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ"۔

(مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ مونچھیں کٹاؤ۔)

"وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ"

(حضرت ابن عمر حج اور عمرہ کے موقع پر اپنی ڈاڑھی کا قبضہ سے زائد حصہ کٹوا دیتے)

زہد و اتقاء آپ نے اپنی ساری عمر میں ایک ہزار عمرے ادا کیے اور ساٹھ حج۔ آپ خوفِ آخرت سے اکثر ترساں و لرزاں رہتے تھے۔ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آخرت کا سبق دینے والے میرے آقا و مربی رسولِ خدا ہیں۔ ایک دن رسولِ خدا نے مجھے دونوں کندھوں سے پکڑ کر فرمایا۔ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل" یعنی دنیا میں اس طرح رہ جیسے تو پردیسی یا راہ گیر ہے۔ اس روایت کو ابن عمرؓ سے بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ ابن عمرؓ اس ارشاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے متاثر ہوئے کہ صحابہ کرامؓ کہنے لگے کہ رسول اللہ کے بعد ہر شخص کچھ نہ کچھ بدل گیا۔ مگر نہ بدلے تو عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں۔

"ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جسے دُنیا نے اپنی طرف مائل نہ کیا ہو یا وہ خود دُنیا کی طرف مائل نہ ہوا ہو۔ لیکن ابن عمرؓ نہ دُنیا کی طرف مائل ہوئے اور نہ دُنیا ان کی طرف مائل ہوئی۔"

حذیفہؓ بن یمان کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر شخص کچھ نہ کچھ بدل گیا مگر نہ بدلے تو عبداللہ بن عمرؓ۔

کسی نے نافع سے پوچھا "مجھے کوئی ایسا شخص بتاؤ جو بیک وقت عابد و زاہد بھی ہو، متقی و پرہیزگار بھی، خوش الحان قاری بھی اور یومِ آخرت سے ڈرنے والا بھی، میں اس کے عقد میں اپنی بیٹی دینا چاہتا ہوں۔" حضرت نافعؓ نے کہا کہ تم عبداللہ بن عمرؓ کے پاس جاؤ یا عبداللہ بن جعفر کے پاس۔

امام شعبی سے سفیان ثوری روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عبد اللہؓ بن زبیر، مصعبؓ بن زبیر، عبدالملکؒ بن مروان اور عبد اللہ بن عمرؓ چاروں خانہ کعبہ میں جمع تھے۔ سب کی رائے ہوئی کہ رکن یمانی کو تھام کر خدا سے اپنی دلی تمناؤں سے متعلق دعا مانگیں۔ سب نے اپنی اپنی دلی مراد سے متعلق دعا مانگی۔ آخر میں عاشقِ صادق نے جو دعا مانگی اس سے ان کے زہد و ورع اور خشیتِ الٰہی کا اندازہ ہوتا ہے:

"یا اللہ تو رحمٰن و رحیم ہے۔ میں تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر دعا کرتا ہوں کہ جو تیرے غضب پر غالب ہے کہ تو مجھے آخرت میں رسوا و ذلیل نہ کرے اور اس عالم میں مجھے جنت عطا فرمائے"۔

ایک دفعہ ابن عمرؓ نے عبید بن عمر سے یہ آیت سنی:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔

(اے پیغمبر! اس دن (یوم آخرت) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لا کر کھڑا کر دیں گے، اور ان (تمہارے لوگوں) پر تم سے گواہی لیں گے۔

اِن آیات کا سننا تھا کہ آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ داڑھی اور گریبان تک آنسوؤں سے بھیگ گئے۔ اللہ اکبر!

جو انسان خوفِ خدا اور روزِ جزا سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں ان کا دامن زہد و تقویٰ کے آبدار موتیوں سے سدا بھرا رہتا ہے۔ اس صفت میں ابنِ عمرؓ کا دامنِ حیات بھی بہت گرانبار تھا۔ اور گرانبار کیوں نہ ہوتا، ابنِ عمرؓ کے ایک خواب کی تعبیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ کو بشارت دی تھی کہ "عبد اللہ رجل صالح" اور یہ اس بشارت کا نتیجہ تھا کہ جوانی ہی میں عبد اللہ کی پیشانی سے زہد و ورع کا نور جھلکتا تھا۔

طاؤس کا بیان ہے کہ ابنِ عمرؓ سے بڑھ کر کوئی متقی و پرہیزگار نہیں۔

امام زین العابدین کہا کرتے تھے کہ زہد و تقویٰ اور اصابتِ رائے میں ابنِ عمرؓ ہم سب پر فائق تھے۔

عبد اللہ بن عامر نے آپ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے بیس بیس ہزار کی رقم بھیجی۔ آپ نے فرمایا: کہیں یہ رقم مجھے فتنہ میں نہ ڈال دے۔ آپ نے یہ رقم کھڑے کھڑے وہیں تقسیم کر دی۔

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں کسی کے جنتی ہونے کی گواہی اگر دے سکتا ہوں تو وہ ابنِ عمرؓ ہیں۔

میمونؒ ابن مہران کہتے تھے کہ میں نے ابنِ عمرؓ سے زیادہ متقی اور پرہیزگار نہیں دیکھا۔
مسلم بن عبدالرحمٰنؒ کہتے تھے کہ میں نے ابنِ عمرؓ کے انتقال کے بعد ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ وہ فضیلت میں مثلِ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

عوام دعائیں مانگا کرتے تھے کہ خدایا جب تک ہم زندہ ہیں تو ابنِ عمرؓ کو زندہ رکھ تاکہ ہم اُن کی پیروی کرسکیں۔ اُن سے بڑھ کر کوئی عہدِ رسالتؐ کا واقف کار نہ تھا۔ اس وقت کے صحابہ کرام اور کبار تابعین آپ کی فضیلت کے زبردست حد تک معترف تھے۔ اور آپ سے والہانہ محبت و شیفتگی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابن عمرؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ لوگ مجھ سے اتنی محبت رکھتے ہیں کہ اگر میں اُن کی محبت چاندی اور سونے کے بدلے خریدنا چاہوں تو نہیں خرید سکتا۔

پیٹ بھر کر کھانا کبھی نہ کھاتے تھے غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ زاہدانہ زندگی میں خلل واقع نہ ہو۔ ابن سعید کا بیان ہے کہ آپ کے غلام عبداللہ بن عدی عراق سے واپس آئے تو آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ غلام بولا: یہ تحفہ چورن ہے اگر کھانا ہضم نہ ہوتا ہو تو اس کے کھانے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کی مجھے ضرورت نہیں۔ میں نے تو مہینوں سے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا ہی نہیں۔

محبتِ رسولؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس قدر محبت و عشق تھا۔ چنانچہ رسول خدا کی وفات کے بعد اس قدر ملول اور شکستہ دل ہوئے کہ عمر بھر نہ کوئی مکان بنایا اور نہ باغ لگایا۔ جب بھی رسول اللہؐ کی یاد آجاتی بے قابو ہو کر رونے لگتے۔ اور دیر دیر تک روتے رہتے۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اساتذہ سے سُنا کہ بعض لوگ ابنِ عمرؓ کو مجنون کہنے لگے۔ زید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب بھی کبھی ابنِ عمرؓ کی زبان پر رسول اللہؐ کا نام گرامی آتا تو اُن کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ سبحان اللہ! جب غزواتِ رسولؐ کے مقامات سے گذر ہوتا تو آنکھوں کے سامنے رسولؐ اللہ اور صحابہ کرامؓ کا نقشہ آجاتا۔ اور آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آتا۔ کیونکہ آپ سچے عاشقِ رسولؐ تھے۔ دیارِ حبیبؐ سے اس قدر محبت و اخلاص تھا کہ افلاس کے باوجود یہاں سے نکلنا پسند نہ کرتے۔ کہا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص مدینۂ طیبہ کے مصائب پہ صبر کرے گا قیامت کے روز میں اُس کی شفاعت کروں گا۔ (مسند احمد بن حنبل)

محبتِ اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غیر معمولی محبت کا فطری تقاضا تھا کہ اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ایسی ہی غیر معمولی محبت ہو۔ چنانچہ فضائل اہلِ بیت سے متعلق جو

روایاتِ کتبِ حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے متعدد روایات مثلاً

"اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ تمام عورتوں میں افضل ہیں۔"

"اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رسول اللہ کی محبوب بیوی ہیں۔"

"فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ رسول ہیں۔"

"علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ الغالب اور آخرت میں رسول اللہ کے بھائی ہیں۔"

"حسن وحسین رضی اللہ عنہم جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور باغِ دُنیا کے دو پھول ہیں" وغیرہ وغیرہ ابنِ عمرؓ سے منقول ہیں۔

اہلِ بیت میں خصوصاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے دلی محبت تھی۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں: کہ جس وقت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے کی تیاری کر رہے تھے تو ابنِ عمرؓ کو مدینہ منورہ میں معلوم ہوا تو وہ سخت مضطرب و پریشان ہوئے اور دشوار گذار سفر کر کے مدینہ سے مکہ آئے اور ابن علیؓ سے کہا:

"اے ابنِ عم! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت دو میں سے ایک قبول کرنے کا اختیار دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ آپ چونکہ رسول اللہ کے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ اس لیے آپ بھی آخرت ہی کو اختیار کیجیے۔"

یہ سن کر حضرت حسینؓ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور فرمایا کہ اب تو میں عزم کر چکا ہوں۔ آپ کا عزم دیکھ کر ابنِ عمرؓ رو پڑے اور آنسوؤں کے قطروں کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو الوداع کہا۔

حق گوئی و بیباکی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الحفاظ میں آن کی حق گوئی اور بے باکی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

اُمتِ مسلمہ کا ایک ظالم و فاسق جو حجاج بن یوسف ثقفی الشقی کے نام سے بدنام ہے۔ جس نے اپنی شقاوتِ قلبی سے اس اُمتِ مسلمہ کے ساٹھ ہزار سے زیادہ جلیل القدر مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کروایا۔ بعض تاریخ نگاروں کے بقول اس ظالم نے بیس ہزار عظیم المرتبت صحابہ کرام کو شہید کروایا۔ جبکہ چالیس ہزار تابعینؒ کو عبداللہ بن زبیرؓ، انس بن مالکؓ اور عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل المرتبت صحابہ کرام کو جہاں شہید کروایا وہاں اس ظالم نے سعید بن جبیر جیسے فقیہ المدینہ کو بھی شہید کرایا۔ ایک دفعہ بیت اللہ میں ظالم حجاج خطبہ دے رہا تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ کھڑے ہو کر فرمانے لگے: دشمنِ خدا نے حرام کو حلال بنا لیا، خانہ خدا کو برباد کیا اور اولیاء اللہ کو قتل کیا۔

حجاج نے اپنے خطبہ میں یہ بھی کہا تھا کہ: "عبداللہ ابن زبیرؓ نے کلام کو تبدیل کر دیا ہے"۔
حضرت ابنِ عمرؓ نے اس کے جواب میں فرمایا: "تو جھوٹ بکتا ہے، نہ ابن زبیر کلام اللہ کو بدل سکتا ہے اور نہ تو"۔

حجاج نے کہا: "تو بوڑھا کھوسٹ ہے"۔
جناب عبداللہ نے فرمایا: "اگر تو لوٹ کر جوان بن جائے تو بھی میں اسی طرح کروں گا"۔

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُردم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ افتاد

وفات اس واقعہ سے پیکرِ ظلم اور کعبۃ اللہ پر سنگباری کرنے والا شقی القلب حجاج، ابن عمرؓ سے دل ہی دل میں برافروختہ ہوگیا۔ مگر ظاہراً اُن کو نقصان پہنچا نہ سکتا تھا۔ چنانچہ ڈپلومیسی سے اس بدبخت نے ایک آدمی کو تیار کیا اور زہر بجھا تیر عین اُس وقت اس ظالم نے آپ کے پاؤں کے آخری حصّہ میں مارا جب آپ طوافِ بیت اللہ میں مصروف تھے۔ چنانچہ اسی تیر کے زہر سے آپ اس دُنیائے فانی سے ۷۳ھ میں اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔

اسلامِ ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ بعثت نبویؐ کے تھوڑا عرصہ بعد ہی اپنے والد ماجد کے اسلام لانے پر ہی اسلام لائے۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ پھر آپ نے اپنے والدِ ماجد سے پہلے مدینہ طیبہ کو رسولؐ اللہ کے حکم پر ہجرت کی۔

جنگِ احد میں دشمنانِ اسلام کے ساتھ جنگ کرنے کی آپ کی بڑی خواہش تھی مگر کم سنی کے باعث رسولؐ اللہ نے آپ کو جنگِ اُحد میں شمولیت سے منع فرمایا تھا۔

غزوۂ احد کے بعد متعدد غزوات میں رسولؐ اللہ کی معیت میں دادِ شجاعت دی اور متعدد کافروں کو تہِ تیغ کیا۔ جنگ قادسیہ، جنگ یرموک، فتح افریقہ، فتح مصر و فارس اور بصرہ و مدائن میں شمولیت کی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اقوال

- تم گناہ کرنا چاہتے ہو تو وہ جگہ تلاش کرو جہاں خدا موجود نہ ہو۔
- دوسروں کی عیب جوئی سے پہلے اپنے عیوب پر نگاہ ڈالو۔
- عبادت سے لُطف اندوز ہونا چاہتے ہو تو تنہائی ڈھونڈو۔ دوستوں اور واقف کاروں سے علیحدگی

اختیار کرو۔ مگر یہ اُس وقت جب کہ روزی تلاش کر لو اور اہل و عیال کو میٹھی نیند سو لینے دو۔

- سب سے آسان نیکی خندہ جبینی اور شیریں کلامی ہے۔
- جس طرح میٹھا شربت پی جاتے ہو، غصہ بھی اسی طرح پی جایا کرو۔
- علم تلاش کرو چاہے وہ دشمن کے پاس ہو۔
- اخلاق خراب ہیں تو ایمان بھی خراب ہوگا۔
- میں پہلے خود حدیث پر عمل کرتا ہوں اور پھر لوگوں کو حدیث سناتا ہوں۔

ان ہی ہستیوں کے متعلق مفکر اسلام علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

الٰہی یہ تیرے پُر اسرار بندے جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم اُن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ اُن کی ہیبت سے رائی

مراجع :- (مآخذ الکتب)

عبداللہ بن عمرؓ — سلام اللہ صدیقی۔
السنۃ و مکانتہا — ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی۔
علوم الحدیث — صبحی صالح
تذکرۃ الحفاظ — علامہ ذہبی
کلیاتِ اقبال — علامہ اقبال
بخاری شریف — امام بخاری